ہیرے کا وزن کیرٹ میں ناپنے والے ماہر رحمت اللہ قریشی سے ملاقات

(معروف ماہرِ جواہرات رحمت اللہ قریشی)

ہیرا، موتی اور قیمتی پتھر ہلکے پیمانے سے ناپے جاتے ہیں۔ ۱ کیرٹ 0.2 گرام کے برابر ہوتا ہے اور یہی پیمانہ ہر نیلامی، ہر انگوٹھی اور ہر سرٹیفکیٹ پر لکھا جاتا ہے۔ کراچی کے ایک ماہر رحمت اللہ قریشی برسوں سے ہیروں کو ترازو پر تولتے آئے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیرٹ کو سمجھے بغیر ہیرا خریدنا اندھیرے میں سودا کرنا ہے۔

رحمت اللہ قریشی ۱۹۷۴ء سے کراچی کے ایک جوہری بازار میں بیٹھ رہے ہیں۔ ان کی دکان پر ترازو، ڈیجیٹل اسکیل اور ایک پرانی لکڑی کی ڈبیا رکھی ہے جس میں ہیرے روئی پر رکھے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مشین سو فیصد درست ہو سکتی ہے، مگر ہاتھ کا تجربہ اور آنکھ کا اندازہ کتاب سے نہیں ملتا۔ ان کے مطابق نوجوان ماہر اکثر وزن تو ٹھیک ناپ لیتے ہیں، مگر پتھر کی چمک اور کٹ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

کیرٹ دراصل ایک بیج کا نام ہے۔ قدیم زمانے میں ایک خاص بیج ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جاتا تھا اور اسی کے برابر ہیرا تولا جاتا تھا۔ آج یہ پیمانہ 0.2 گرام مقرر ہے۔ رحمت اللہ قریشی کہتے ہیں کہ 1 کیرٹ 100 پوائنٹ کے برابر ہوتا ہے، اور 0.50 کیرٹ کو ہاف کیرٹ کہا جاتا ہے۔ یہی فرق کئی ہزار روپے کا فرق پیدا کر دیتا ہے۔

ماہر کے مطابق وزن کے ساتھ ساتھ رنگ، صفائی اور کٹ چار بنیادی باتیں ہیں جو قیمت طے کرتی ہیں۔ رنگ میں D سب سے صاف اور قیمتی درجہ ہے، جبکہ Z کے قریب رنگ زرد پڑنے لگتا ہے۔ صفائی میں FL بے داغ ہوتی ہے اور I درجے میں آنکھ کو داغ نظر آنے لگتے ہیں۔ کٹ سب سے زیادہ ہاتھ کا کام ہے اور یہی روشنی کو ہیرے میں واپس موڑتا ہے۔

رحمت اللہ قریشی کے مطابق جعلی ہیرے اور کم وزن پتھر بازار میں عام ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ 2 کیرٹ کا ہیرا 1.8 کیرٹ کے ڈبے میں بیچا جاتا ہے اور خریدار فرق نہیں پکڑتا۔ ان کے بقول ایک اچھا ماہر ہر سودے میں فیس لیتا ہے تاکہ گاہک دھوکا نہ کھائے۔ ان کی فیس فی ہیرا 500 روپے سے شروع ہوتی ہے۔

ماہر کا کہنا ہے کہ نئے خریدار کو پہلے چھوٹے پتھر پر مشق کرنی چاہیے۔ ایک کلو چاول میں 100 کیرٹ کے دانے ہوتے ہیں، اور یہی مشق ہاتھ کو تول سکھاتی ہے۔ رحمت اللہ قریشی کے شاگرد اب کراچی اور حیدرآباد میں کام کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو شخص کیرٹ سمجھ لے وہ آدھی بازی جیت چکا ہوتا ہے۔

ٹیلہ

ریتلے ٹیلے کے پاؤں میں کھڑا ہوں تو ریت میرے جوتوں میں بھر جاتی ہے۔ ہوا ہر شام ٹیلے کی چوٹی سے نیچے اترتی ہے اور اپنے ساتھ ریت کی ایک چادر لے آتی ہے۔ ٹیلہ ہر صبح اپنی جگہ بدل لیتا ہے، مگر اس کا قد وہی رہتا ہے جو کل تھا۔

ریت

ریت کے ذرے الگ الگ ہیں، مگر جب ہوا چلے تو یہ ایک چادر بن کر زمین پر بہنے لگتے ہیں۔ میں نے گنا نہیں کہ ایک مٹھی میں کتنے ذرے ہیں، مگر یہ جانتا ہوں کہ ہر ذرے کا اپنا وزن ہے اور وہی وزن اسے ٹھہرنے یا اڑنے کا فیصلہ دیتا ہے۔

نشان

ریت پر میرے پاؤں کے نشان بنتے ہیں اور اگلی صبح ہوا آ کر انہیں مٹا دیتی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ ہم بھی کتنے نشان چھوڑتے ہیں جو کسی اور کے آنے پر مٹ جاتے ہیں۔ ریت یاد نہیں رکھتی، مگر زمین اسے یاد رکھتی ہے۔

ٹیلہ

ٹیلہ ریت سے بنا ہے، مگر ریت ٹیلہ نہیں بناتی۔ ہوا ریت کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھتی ہے اور ٹیلہ وہاں اگ آتا ہے جہاں ہوا رکتی ہے۔ میں نے سیکھا کہ ٹھہرنا ریت کا کام نہیں، ہوا کا کام ہے۔

شام

شام کو ریت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور ہوا سست پڑ جاتی ہے۔ میں ٹیلے کی چوٹی پر بیٹھتا ہوں اور سورج کو ریت میں اترتے دیکھتا ہوں۔ اس وقت ریت سونے کی لگتی ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ یہ وہی ریت ہے جو صبح میرے جوتوں میں بھری تھی۔

صبح

صبح ہوا پھر چلے گی اور ریت پھر بہنے لگے گی۔ میں اپنا سامان باندھوں گا اور واپس چلا جاؤں گا۔ ٹیلہ وہیں رہے گا، اگلے مسافر کے انتظار میں۔

ریت کے ذرے

ریت کے ذرے الگ الگ ہیں، مگر جب ہوا چلے تو یہ ایک چادر بن کر زمین پر بہنے لگتے ہیں۔ میں نے گنا نہیں کہ ایک مٹھی میں کتنے ذرے ہیں، مگر یہ جانتا ہوں کہ ہر ذرے کا اپنا وزن ہے اور وہی وزن اسے ٹھہرنے یا اڑنے کا فیصلہ دیتا ہے۔

ٹیلہ

ٹیلہ ریت سے بنا ہے، مگر ریت ٹیلہ نہیں بناتی۔ ہوا ریت کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھتی ہے اور ٹیلہ وہاں اگ آتا ہے جہاں ہوا رکتی ہے۔ میں نے سیکھا کہ ٹھہرنا ریت کا کام نہیں، ہوا کا کام ہے۔

نشان

ریت پر میرے پاؤں کے نشان بنتے ہیں اور اگلی صبح ہوا آ کر انہیں مٹا دیتی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ ہم بھی کتنے نشان چھوڑتے ہیں جو کسی اور کے آنے پر مٹ جاتے ہیں۔ ریت یاد نہیں رکھتی، مگر زمین اسے یاد رکھتی